© rasailojaraid.com

الحاج اقبال احمد خان صاحب سہیل خان

رمضان المبارک

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں رمضان المبارک کی برکتوں سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ اور خوش قسمت ہے وہ امت جسے رحمت و برکت کا یہ ذخیرہ عطا فرمایا گیا جس کی ایک شان یہ ہے کہ :

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ۔

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم نازل فرمایا گیا اور قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ وہ لوگوں کے لیے سراپا ہدایت اور ہدایت کی واضح دلیلوں پر مشتمل ہونے کے ساتھ حق و باطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے والی کتاب ہے۔

اسی شان کا بیان دوسرے عنوان سے دیکھئے :۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ

ہم نے اُسے (قرآن کریم کو) لیلۃ القدر میں نازل فرمایا اور خبر بھی ہے کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے لیلۃ القدر ہزار ماہ سے برتر و بہتر ہے۔

اس بیان نے اس ماہ مبارک کی ایک دوسری فضیلت کی نقاب کشائی کر دی ۔ اور بتا دیا کہ اس ماہ مبارک میں کتاب حکیم کا نزول ہوا۔ اس فضیلت ہی کی عظمت تصوّر سے زیادہ ہے چہ جائیکہ اسے یہ فضیلت عظیمہ بھی حاصل ہے کہ اس میں لیلۃ القدر بھی ہے جو بہت بابرکت اور پر از رحمت رات ہے۔ قرآن کریم سراپا ہدایت و نور ہے پھر جس ماہ میں اس نور عظیم کا ظہور ہوا اس کی نورانیت، فضیلت اور برکت کا کیا کہنا اس نور کو حاصل کرنے اور اپنے قلب کو اس سے منور کرنے کا طریقہ شریعت اسلامیہ نے یہ بتایا ہے کہ ایک وقت معین کے لیے اپنی جائز خواہشوں پر بھی پابندی لگاؤ، یہ حجابات جب ہٹ جائیں گے تو قلب نور رمضان اور نور قرآن سے روشن ہو جائے گا۔

عبد و معبود کے درمیان ایک راز

ہم عبد ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے معبود ۔ ہم مملوک ہیں اور وہ مالک ۔ اور ہم مخلوق ہیں وہ خالق ۔ اگر اللہ تعالیٰ شانہٗ اور اُن کے کسی بندے کے درمیان کوئی ایسا راز ہو جسے حق تعالیٰ اور اس بندے کے سوا کوئی نہ جانتا ہو تو یہ شہنشاہ حقیقی کی کتنی بڑی بندہ نوازی اور کرم گستری ہوگی اس نعمت عظیمہ کا حق تو ہزار بار جان نثار کرنے پر بھی نہیں ادا کیا جا سکتا ۔ اسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذہن میں مستحضر فرما کر مندرجہ ذیل حدیث پر غور کیجئے۔

کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ (متفق علیہ) (مشکوٰۃ شریف)

ابن آدم کے ہر عمل (کا ثواب) بڑھا دیا جاتا ہے ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو نیکیوں کے برابر تک ملتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صوم اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے کیونکہ صوم خاص میرے ہی لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کی جزا عطا کروں گا۔

جملہ عبادات میں "صوم" ہی کی یہ خصوصیت ہے کہ اس سے "صائم" اور اللہ تعالیٰ شانہ کے سوا کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ علی الاعلان کھانے پینے سے احتراز تو مخلوق کے خوف سے ہو سکتا ہے مگر خلوت میں کھانے پینے سے کیا مانع ہے؟ اور فرض کیجئے کہ آپ دن بھر کسی کے ساتھ سائے کی طرح لگے رہے اور اسے صائم پایا مگر اس کی ضمانت کیا ہے کہ اس کی نیت بھی درست تھی؟ ہو سکتا ہے کہ اس نے از راہ ریاکاری آپ کے سامنے مفطرات صوم سے احتراز کیا ہو اور اگر خلوت میسر ہو جاتی تو کھا پی لیتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ صوم درحقیقت عبد و معبود کے درمیان ایک راز ہے۔ صائم جب تنہائی اور خلوت میں بھی صائم ہی رہتا ہے تو اس کے اخلاص میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں لیکن اس کے اس اخلاص کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور خود صائم کے سوا کوئی دوسرا بندہ نہیں جان سکتا۔ بندہ مومن کی عزت افزائی اور اس کی عظمت کے بیان سے الفاظ قاصر ہیں۔ اور دنیا کے کسی پیمانے سے اس کی قدر و منزلت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا اسی لیے فرمایا کہ فانہ لی۔ بے شک صوم مخصوص طور پر میری ہی رضا جوئی کے لیے ہوتا ہے۔ یعنی صائم ہمیشہ مخلص ہوتا ہے۔ یہ اخلاص بندے اور معبود کے درمیان ایک راز ہے اس لیے اس کی جزا بھی راز میں رکھی گئی اور فرمایا گیا "وانا اجزی بہ" میں ہی اس کی جزا عطا کروں گا۔ کیا جزا ہوگی؟ جزا دینے والے کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اتنا معلوم ہے کہ جزا عطا فرمانے والے کریم مطلق ہیں۔

مغفرت ذنوب

انسان کا سب سے اہم مسئلہ معاملہ آخرت ہے۔ گناہ مصائب آخرت کا سبب ہیں، نجات و فلاح کا ایک ہی راستہ ہے اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان مغفرت و رحمت ہماری طرف متوجہ ہو جائے۔ رمضان المبارک میں یہ نعمت عظمیٰ بھی حاصل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایماناً واحتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام

جس مومن نے بہ نیت ثواب رمضان کے روزے رکھے اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جس مومن نے رمضان میں بہ نیت ثواب قیام کیا (مراد تراویح) اس کے بھی پچھلے گناہ صاف ہو جاتے ہیں اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیلۃ القدر ایماناً و احتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہٖ۔ (مشکوٰۃ شریف)

جو شخص مومن ہو اور ثواب و رضائے الٰہی کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کرے (نماز پڑھے) اس کے بھی سب پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ف:- مغفرت ذنوب میں تفصیل یہ ہے کہ صغائر تو ان اعمال صالحہ سے بغیر توبہ بھی معاف ہو جاتے ہیں مگر کبائر توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ کسی صغیرہ پر اصرار یعنی اسے بار بار کرنا جب کہ بیچ میں توبہ بھی نہ کرے اسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔ مزید یہ کہ یہ حکم حقوق اللہ کا ہے۔ حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک صاحب حق کا حق نہ ادا کیا جائے یا وہ معاف نہ کر دے اسی طرح جس معصیت کی تلافی ہو سکتی ہے وہ بغیر تلافی صاف نہ ہوگی۔ مثلاً جس شخص نے فرض نمازیں ترک کی ہیں ان کے ترک کا گناہ اس وقت تک معاف نہ ہوگا جب ان نمازوں کی قضا نہ پڑھ لے۔ جب قضا پڑھ لے گا تو ادائے فرض میں تاخیر کا گناہ برکت رمضان کی وجہ سے معاف ہو جائے گا۔

دو فرحتیں

فرحت و مسرت ہر انسان کو مطلوب ہے۔ روزہ مفرح بھی ہے اس کی برکت سے ایک فرحت نقد حاصل ہوتی ہے اور ایک اُدھار جو اس دن حاصل ہوگی جب اس کی شدید ترین حاجت ہوگی اور یہ جنس گراں مایہ کم یاب بلکہ تقریباً نایاب ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے۔

فرحۃ عند فطرہٖ و فرحۃ عند لقاء ربہٖ۔ (مشکوٰۃ)

افطار کے وقت اور ایک اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت۔

دو اور بشارتیں

اسی حدیث کا ایک جزیہ بھی ہے۔

ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک والصیام جُنّۃ (مشکوٰۃ)

اور روزہ دار کے منہ کی بُو (جو خلوئے معدہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزے ڈھال ہیں۔

چونکہ یہ بُو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ بھی مقبول اور پسندیدہ ہے جس طاعت و عبادت کا غیر اختیاری اثر بھی مقبول و پسندیدہ ہو تو خود اس عبادت و طاعت کا درجہ کتنا بلند ہوگا؟ صوم کی دوسری خاصیت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ یہ سپر اور ڈھال کا کام دیتا ہے یعنی دنیا میں شیطان کے حربوں کو روکتا ہے اور صائم کو معصیت سے بچاتا ہے اور آخرت میں یہ عذابِ جہنم سے بچائے گا۔ "جُنّۃ" (سپر) ہونے کے یہی معنی ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہونا ممکن ہے کہ روزے دار بھی تو گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواب یہ ہے سپر تو اسی وقت دشمن کا وار روکتی ہے جب اس سے جسم کو چھپایا جائے۔ جو خود سپر انداز ہو جائے اور اس کی آڑ نہ لے اس کی حفاظت کی ذمہ داری سپر پر عائد نہیں ہوتی۔ صوم سے جو قوت شیطان کے مقابلے اور معاصی سے تحفظ کی حاصل ہوتی ہے اگر اس سے کام نہ لیا جائے تو تحفظ کی توقع فضول ہے۔ کام لینا اپنا کام ہونا ہے جو اختیاری ہے۔ حالت صوم میں گناہ اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی اس قوت سے کام نہیں لیتا۔ اور روزہ صرف ترک اکل وشرب کو سمجھتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جو گناہ ہم سے سرزد ہوتے ہیں وہ سب کے سب ترغیب شیطان ہی کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ بلکہ ان میں سے کثیر تعداد خود ہمارے نفس کی شرارت کی رہین منت ہوتی ہے۔ صوم شیطان کے وار روکتا ہے مگر خود نفس جب اس سے بغاوت کردے تو اسے زیر کرنے کے لیے خود صائم کی قوتِ ارادی کی حاجت ہوتی ہے۔ روزہ دار گناہ سے احتراز کا عزم صمیم نہ کرے تو صوم کی قوت مدافعت بھی کمزور پڑ جاتی ہے اور گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ بطور مثال دوا کا معاملہ سامنے رکھئے اور غور کیجئے کسی دوا کے متعلق طبیب حاذق بتاتا ہے کہ یہ بہت سے امراض سے محفوظ رکھتی ہے۔ مگر مریض اسے کھاتا ہی نہیں یا کھاتا ہے مگر بدپرہیزی بھی کرتا ہے تو نتیجہ ظاہر ہے۔ ایسا شخص اگر کسی مرض میں مبتلا ہو جائے تو تعجب نہیں اس صورت میں مورد الزام خود ہوگا۔ نہ کہ دوا۔

ایک اور اشکال اور اس کا حل

بیان مذکورہ کے ایک حصے سے ایک دوسرا اشکال بھی دور ہو جاتا ہے جو رمضان ہی کے متعلق مندرجہ ذیل حدیث دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔

ان کم رمضان شہر مبارک فرض اللہ علیکم صیامہ فتح فیہ ابواب السماء و تغلق فیہ ابواب الجحیم و تغل فیہ مردۃ الشیاطین للہ فیہ لیلۃ خیر من الف شہر من حرم خیرھا فقد حرم۔

(مشکوٰۃ شریف)

(آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ) رمضان کا مبارک مہینہ آگیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض فرمائے ہیں اس میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس ماہ میں سرکش شیطانوں کی گردنوں میں طوق ڈال دیا جاتا ہے (یعنی انہیں قید کر دیا جاتا ہے) اس میں ایک رات ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار ماہ سے بہتر ہے جو اس رات کی برکت سے محروم رہا وہ بڑا محروم ہے۔

ایک روایت میں "صفدت الشیاطین و مردۃ الجن" ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ شیاطین اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری روایت میں "فتحت ابواب الجنۃ" ہے یعنی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ماحصل دونوں کا ایک ہی ہے یعنی شیاطین رمضان میں آزاد نہیں رہتے نہ بلکہ مقید کر دیئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتے ہیں۔ اس پر بعض لوگوں کو یہ اشکال ہوتا ہے کہ پھر لوگ گناہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر خود نفس کی شرارت کو بھی ملحوظ رکھا جائے تو اشکال حل ہو جاتا ہے۔ رمضان میں جو گناہ ہوتے ہیں وہ ترغیب شیطان کی وجہ سے نہیں ہوتے بلکہ خود اپنے نفس کی شرارت وسرکشی کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں اس کے علاوہ اگرچہ شیاطین مقید ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کے اثرات نفس انسانی میں کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتے ہیں۔ آپ انگیٹھی میں آگ سلگائیے اور تھوڑی کے بعد دہکتے ہوئے انگاروں کو نکال کر پھینک دیجئے خالی انگیٹھی بھی دیر تک گرم رہے گی یہ انہیں انگاروں کا اثر ہے۔ اسی طرح شیطان نفس پر جو اثر گیارہ ماہ تک ڈالتا رہتا ہے وہ اس کی عدم موجودگی کی حالت میں بھی کچھ نہ کچھ باقی رہتا ہے یہ اثر نفس کی بہیمیت کے تعاون سے صدور معصیت کا سبب بن جاتا ہے تاہم یہ بات بدیہی ہے کہ رمضان میں شیطان کا اثر نسبتاً کمزور ہو جاتا ہے دوسری طرف صوم قوت بہیمیہ کا زور توڑ کر اور نفس کی ملکوتیت کو قوی کر کے قوت مقاومت پیدا کرتا ہے۔ اگر ہمت اور قوت ارادی سے کام لیا جائے تو رمضان المبارک میں صدور معصیت ناممکن ہے۔

تنزیہ صوم موٹی سی بات ہے کہ صوم میں بعض جائز اور مباح خواہشوں پر عمل کرنے کی بھی ممانعت ہو جاتی ہے بلکہ صوم کے معنی ہی یہ ہیں کہ مومن کھانے، پینے اور جنسی خواہش کرنے سے احتراز کرے۔ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک یہ پابندی اس پر عائد ہوتی ہے۔ اور غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک یہ پابندی اُٹھا لی جاتی ہے اور تینوں باتیں حسب سابق حدود شرعیہ کے اندر جائز ہو جاتی ہیں۔ جب مباحات پر یہ پابندی عائد ہوتی ہے تو اسکی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ آدمی بحالت صوم کسی گناہ کا مرتکب ہو؟ گناہ تو ہر زمانہ میں گناہ اور مذموم ہے لیکن رمضان میں گناہ اور زیادہ مذموم اور قابل ملامت ہے یہی وجہ ہے کہ رمضان شریف میں خصوصاً بحالت صوم گناہ کی شناعت زیادہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں اس کی سزا بھی دوسرے زمانے کے گناہوں سے زیادہ ہوگی، ماہ صیام کے دن جس طرح روشن ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس کی راتیں بھی منور ہوتی ہیں۔ معصیت کسی وقت بھی صادر ہو عذاب آخرت میں اضافہ ہوگا۔ البتہ معصیت بحالت صوم کی صورت میں کمیت یا کیفیت عذاب میں مزید اضافہ ہو جائے تو کیا تعجب ہے؟ عذاب بالائے عذاب یہ ہوگا کہ صوم شرف قبول کے حصول سے محروم رہے گا اور فریضہ ادا ہو جانے کے باوجود اجر آخرت سے محروم ہی رہے گی یہ کتنا بڑا خسارہ ہے؟ تشریح کی حاجت نہیں۔ بخاری کی روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔

(مشکوۃ شریف باب تنزیہ الصوم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کا روزہ بارگاہ الٰہی سے خلعت قبول نہیں پا سکتا۔ اگرچہ فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔ ترک فرض کے عذاب سے وہ بچ جائے گا۔ مگر فرض کی حق تلفی اور اس میں خیانت کے عذاب میں مبتلا اور برکات صوم سے محروم رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ شریعت کے احکام کا تعلق ظاہر اور باطن دونوں کے ساتھ ہے۔ ظاہر کے صوم کے ساتھ باطن کے صوم کا بھی حکم ہے۔ شریعت کے نزدیک حقیقتاً صائم وہ ہے جس کے جسم کے ساتھ اس کی روح بھی صائم ہو، صوم کے ساتھ معصیت کا ارتکاب ایسا ہی ہے جیسے صحت بخش دوا کے ساتھ کوئی شخص زہر بھی کھاتا رہے۔ احتیاط تو ہمیشہ ہی کرنا چاہیئے لیکن رمضان میں خصوصیت کے ساتھ ہر قسم کی معصیت سے بچنے کا اہتمام کرنا لازم ہے۔ خصوصیت کے ساتھ زبان اور نگاہ کی حفاظت کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے کیونکہ ان سے صادر ہونے والے گناہ بظاہر بہت خفیف مگر مآل کار کے اعتبار سے سخت خطرناک اور مہلک ہوتے ہیں۔ ان معاصی میں غیبت مخصوص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ ہلاکت خیز گناہ وبائے عام کی طرح پھیلا ہوا ہے یہاں تک کہ بکثرت دیندار بھی اس میں مبتلا ہیں۔ اس سے بہت بچنا چاہیئے۔ مندرجہ ذیل حدیث میں زبان کے بعض گناہوں کی طرف مخصوص طور پر متوجہ فرمایا گیا ہے۔

واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احد او قاتله فلیقل انی صائم۔	اور تم سے کسی کا روزے کا دن ہو تو اس پر لازم ہے کہ فحش اور گندی باتیں نہ کرے، اور فضول چیخ پکار سے پرہیز کرے اگر کوئی اسے سخت سست کہے یا اس سے لڑنے جھگڑنے لگے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں
(مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم)	(یعنی میں لڑنا جھگڑنا نہیں چاہتا کیونکہ صائم ہوں)

یہ ان گناہوں کی تخصیص نہیں۔ ان کا تذکرہ اس لیے فرمایا گیا کہ ان میں ابتلا زیادہ ہوتا ہے ان کا تذکرہ بطور نمونہ سمجھنا چاہیئے۔ درحقیقت ہر قسم کے گناہ سے احتراز واجب و لازم ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر، تلاوت کلام الٰہی اور استغفار کی کثرت کی جائے تو نور علیٰ نور ہے اگر تقویٰ اور احتیاط، نیز کثرت عبادت و طاعات کے ساتھ یہ ماہ مبارک گذار لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور ان سے قوی تعلق پیدا کرنے کی نیت کی جائے تو اس کے برکات عظیمہ یقیناً حاصل ہوں گے۔ اور ایسے حاصل ہوں گے کہ انشاء اللہ ان میں سے بعض کا ادراک تو ہر اس شخص کو ہوگا جو اس ماہ مقدس کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم سب مسلمانوں کو اس کا حق ادا کرنے اور اس کے برکات سے پورے طور پر فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

© rasailojaraid.com